مفہومِ قرآن
بدلنے کی واردات
حصہ سوئم
افادات
علامہ ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی
پی ایچ ڈی بغداد یونیورسٹی
اویسی بک سٹال
جامع مسجد رضائے مجتبیٰ پیپلز کالونی گوجرانوالہ
0333-8173630

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مفہوم قرآن بدلنے کی واردات

(حصہ سوم)

افادات

علامہ ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی صاحب

(فاضل جامعہ محمدیہ نوریہ رضویہ بھکھی شریف۔ فاضل بغداد یونیورسٹی)

0333-8173630

ناشر: اویسی بک سٹال

جامع مسجد رضائے مجتبیٰ ایکس بلاک پیپلز کالونی گوجرانوالہ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ
وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَاحَبِیْبَ اللّٰہ

نام کتاب .... مفہوم قرآن بدلنے کی واردات (حصہ سوم)

افادات .... علامہ ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی صاحب

تاریخ اشاعت اول .... جون ۲۰۰۵ء

مرتب .... محمد نعیم اللہ خاں قادری

کمپوزنگ .... رضوی کمپوزنگ سنٹر مکتبہ رضائے مصطفےٰ گوجرانوالہ

صفحات ۴۸

تعداد .... گیارہ سو

ہدیہ .... 20 روپے

ناشر .... اویسی بک سٹال پیپلز کالونی گوجرانوالہ

باہتمام .... شیخ محمد سرور اویسی 0333-8173630

ملنے کا پتے

ضیاء القرآن پبلیکیشنز لاہور ۔ شبیر برادرز لاہور ۔ مکتبہ جمال کرم لاہور

رضا ورائٹی لاہور ۔ فرید بک سٹال لاہور ۔ مسلم کتابوی لاہور

پروگریسو بکس لاہور ۔ مکتبہ نبویہ لاہور ۔ سنی کتب خانہ لاہور

مکتبہ قادریہ گوجرانوالہ ۔ مکتبہ رضائے مصطفےٰ گوجرانوالہ ۔ مکتبہ مہریہ رضویہ ڈسکہ

جامعہ جلالیہ رضویہ مظہر اسلام

مومن پورہ داروغہ والا لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شیخ المحدثین، جنید زمان، حافظ الحدیث، امام العصر

حضرت پیر سید محمد جلال الدین شاہ نقشبندی قادری نور اللہ مرقدہ

کے نام جنہوں نے جامعہ محمدیہ نوریہ رضویہ بھکھی شریف ایسی علمی روحانی اور ملی تحریک کے ذریعے مجھ جیسے ہزاروں افراد کو خدمت دین کیلئے تیار کیا۔

محمد اشرف آصف جلالی

جامعہ جلالیہ رضویہ مظہر اسلام

لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الاھداء

قائد اہل سنت، عالمی مبلغ اسلام، فاتح قادیانیت، مقرر شریں بیان قاری خوش الحان

حضرت علامہ شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ

کے نام جن سے تمام باطل قوتیں اور باطل نظام کانپتے رہے۔

محمد اشرف آصف جلالی

جامعہ جلالیہ رضویہ مظہر اسلام

لاہور

(نوٹ) قائد اہل سنت مولانا شاہ احمد نورانی کا مختصر تذکرہ کتاب کے آخر میں ملاحظہ فرمائیں

مفہوم قرآن بدلنے کی واردات

(قسط نمبر ۳)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّیْ وَ نُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم ؕ

ھُدًی لِّلنَّاسِ ۔ صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ وَ صَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ الْاَمِیْنُ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ○

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ

وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا سَیِّدِیْ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ

مَوْلَایَ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا

عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

مُنَزَّہٌ عَنْ شَرِیْکٍ فِیْ مَحَاسِنِہٖ

فَجَوْھَرُ الْحُسْنِ فِیْہِ غَیْرُ مُنْقَسِمِ

یَا اَکْرَمَ الْخَلْقِ مَالِیْ مَنْ اَلُوْذُ بِہٖ

سِوَاکَ عِنْدَ حُلُوْلِ الْحَادِثِ الْعَمَمِ

مَوْلَایَ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا

عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

اللہ تبارک وتعالیٰ جل جلالہٗ وعم نوالہ واتم برھانہ واعظم شانہ کی حمد وثناء اور حضور سرورِ کائنات، مفخرِ موجودات، زینتِ بزمِ کائنات، محسنِ کائنات، اسوۂ آدمیت جلوۂ حق نما، محبوبِ کبریا، احمد مجتبیٰ جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم کے دربار گوہر بار میں ہدیہ درود وسلام عرض کرنے کے بعد خالق کائنات جل جلالہٗ کا کروڑہا شکر واحسان ہے کہ اس نے ہمیں ماہِ رمضان المبارک میں روزے رکھنے کی توفیق عطا فرمائی اور عشرہ رحمت کا دوسرا جمعہ ادا کرنے کی توفیق بخشی۔ میری اللہ عزوجل کی بارگاہ میں دعا ہے کہ خالق کائنات جل جلالہٗ رحمت بھرے عشرے کا صدقہ سب کی جھولیوں کو رحمتوں سے معمور فرمادے۔

محتشم سامعین حضرات! ہماری آج گفتگو قرآن مجید برہان رشید سے متعلق ہے اور موضوع ہے۔

"مفہوم قرآن بدلنے کی واردات"

اس سے قبل اس موضوع پر دو قسطوں میں گفتگو ہو چکی ہے جسے اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے ملک گیر مقبولیت عطا فرمائی اور وہ دونوں قسطیں کتابی شکل میں چھپ کر باہر اسٹال پر موجود ہے۔ ملک کے طول وعرض میں اصحابِ فکر ودانش نے اس کی دو اقساط کو سنا اور پڑھا اور اس سلسلے میں مزید مواد مہیا کرنے پر اصرار کیا۔ لہٰذا اس سلسلے کو آگے بڑھاتے ہوئے آج اس موضوع کی تیسری قسط آپ حضرات کے سامنے پیش کر رہا ہوں۔

میری دعا ہے کہ خالق کائنات جل جلالہٗ ہم سب کو قرآن وسنّت کو سمجھنے سمجھانے اور اس پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

جن لوگوں نے پہلے دونوں خطابات کو سنا ہے ان کے ذہنوں میں ایک خاکہ موجود ہوگا کہ ایک ہے قرآن مجید برہان رشید کے ترجمہ کی غلطی اور ایک ہے مفہوم کی غلطی۔ قرآن مجید برہان رشید کا جان بوجھ کر غلط ترجمہ کرنا بہت بڑا جرم ہے اور قرآن مجید کی آیات کے صحیح مفہوم کے منافی اپنی مرضی کا مفہوم لینا' یہ بھی ایک بہت بڑا گناہ ہے۔ ہمارے دور کی فرقہ واریت اور بہت سی فکری الجھنوں کا سبب یہی بات ہے کہ قرآن مجید برہان رشید کی آیات کو اپنی مرضی کے مفہوم کے مطابق استعمال کیا جاتا ہے یعنی قرآنی آیات کا ترجمہ تو ان کے لغوی معنی کے مطابق کیا جاتا ہے لیکن ان آیات کو ایسے پس منظر میں پیش کیا جاتا ہے کہ سننے والا مخاطب' قاری اس سے وہ بات اخذ کرے جو وہ مبلغ اپنی طرف سے سامعین' قارئین کے ذہن میں ڈالنا چاہتا ہے۔ یعنی وہ قرآن مجید کی آیات کا صحیح رُخ بدلنے کی کوشش کرتے ہیں۔ مفہوم پر واردات کرتے ہیں جس کی وجہ سے بہت سا بگاڑ پیدا ہوتا ہے۔ اس کی متعدد مثالیں میں نے پہلی دو اقساط میں پیش کی تھیں۔ آج مزید چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں۔

مثال نمبر ۱: خالق کائنات جل جلالہٗ نے قرآن مجید برہان رشید کو لوگوں کیلئے ہدایت بنایا ہے اور اسے هُدًى لِّلنَّاس فرمایا ہے یعنی یہ سارے جہان کے لوگوں کیلئے ہدایت ہے لیکن اس سے ہدایت وصول کرنے کی صلاحیت مختلف لوگوں کے لحاظ سے مختلف ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس قرآن مجید کی تعریف میں "هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ" فرمایا کہ یہ متقی لوگوں کیلئے ہدایت ہے یعنی اس کی ہدایت تو سب کیلئے عام ہے مگر کچھ لوگوں نے اس سے ہدایت کے حصول کی بجائے اس کو غلط مقصد کیلئے پڑھا، صحیح مفہوم کو چھوڑ کر غلط مفہوم نکالنے کیلئے پڑھا، وہ لوگ اس کی ہدایت سے محروم رہے۔ یہی وجہ ہے کہ

يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا وَّيَهْدِيْ بِهٖ كَثِيْرًا کا منظر آپ لوگوں کے سامنے ہے۔

آپ دیکھتے ہیں کہ ایک غذا جو بالکل صحیح ہے' اس میں کسی قسم کی ملاوٹ نہیں کی گئی ہے، توانائی سے بھرپور ہے لیکن اگر یہی غذا وہ شخص استعمال کرتا ہے جس کا معدہ خراب ہے یا کمزور ہے' اس میں غذا کو تحلیل کرنے کی صلاحیت نہیں۔ ہوسکتا ہے کہ یہ طاقتور غذا اس کی موت کا سبب بن جائے اور اگر یہی طاقتور غذا اچھے معدے اور جگر والا انسان استعمال کرتا ہے تو اس غذا سے اس کے بدن کی نشوونما ہوتی ہے۔ ایسے ہی وہ ادویات جو اپنے متعلقہ امراض کی جڑیں اکھاڑ دیتی ہیں اور جن کی وجہ سے وہ امراض اپنی موت خود مر جاتے ہیں اور جن کی وجہ سے تندرستی وتوانائی حاصل ہوتی ہے' وہی ادویات اگر غلط طور پر استعمال کی جائیں تو بجائے صحت وتندرستی کے مرض مزید بڑھ جاتا ہے۔

قرآنِ مجید برہان رشید کے ہدایت ہونے میں کوئی کمی، کمزوری' قصور اور نقص نہیں ہے۔ قرآن مجید سے ہدایت حاصل کرنے میں اس شخص کی صلاحیت' نیت' ارادے اور اس کے دل کی زمین کا بڑا عمل دخل ہے۔ اگر یہ اچھی ہیں' قرآن اور صاحب قرآن صلی اللہ علیہ وسلم سے بغض وعداوت نہیں تو اس کی ہدایت حاصل ہوتی ہے یا اضافہ ہوتا ہے۔ اگر قرآن اور صاحبِ قرآن صلی اللہ علیہ وسلم سے بغض وعداوت رکھ کے اس سے ہدایت حاصل کرنے کی کوشش کرے تو یہ قرآن مجید اس کو ہدایت نہیں بخشتا۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن مجید کی عموم والی ہدایت کو هُدًى لِّلنَّاس سے بیان فرمایا اور جنہوں نے فائدہ پالیا اس کو هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ سے بیان فرمایا۔ یہ ہدایت سب کیلئے ہے مگر فائدہ انہیں ہوتا ہے جن کے دلوں میں تقویٰ کا بیج موجود ہے وہ کافر جو تھے تو کافر مگر ضدی اور ہٹ دھرم نہیں تھے اور انہوں نے اپنی آنکھوں سے

تعصب کی پٹی اُتار کر اسے پڑھا تو دلوں میں بھی یہ قرآن سرایت کر گیا۔ وہاں کفر کا جو اندھیرا تھا وہ مٹ گیا اور قرآن مجید کی تعلیمات سے منبع نور اور مرکز ہدایت بن گیا

قرآن مجید برہان رشید سے ہدایت حاصل کرنے کیلئے منصب نبوت کو سمجھنا اور وہ مقدس دل جس پر قرآن مجید نازل ہوا' اس سے محبت وعقیدت کا ہونا ضروری ہے کیونکہ ویسے ہم اس قرآن مجید سے اس کی تمام تر برکتوں کے باوجود استفادہ نہیں کر سکتے۔ وہ مقدس دل جس نے اس کو قبول کیا' اس کے جلال کو برداشت کر کے بصورت جمال پیش کیا' اس دل کا ہمیں ضرور ممنون ہونا پڑے گا کیونکہ قرآن مجید میں اتنا جلال تھا کہ اگر یہ کسی پہاڑ پر بھی نازل ہوتا تو وہ بھی ریزہ ریزہ ہو جاتا۔

محتشم سامعین حضرات! آپ دیکھئے قرآن مجید برہانِ رشید میں اللہ تبارک و تعالیٰ کا فرمان ہے:

اَفَلَمْ یَسِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَیَنْظُرُوْا کَیْفَ کَانَ عَاقِبَةُ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ دَمَّرَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ وَ لِلْكٰفِرِیْنَ اَمْثَالُهَا۔ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ مَوْلَى الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ اَنَّ الْكٰفِرِیْنَ لَا مَوْلٰى لَهُمْ۔ (پ ۲۶، سورہ محمد، آیت ۱۰، ۱۱)

تو کیا انہوں نے زمین میں سفر نہ کیا کہ دیکھتے ان سے اگلوں کا کیسا انجام ہوا ۔ اللہ نے ان پر تباہی ڈالی اور ان کافروں کیلئے بھی ویسی کتنی ہی ہیں۔ یہ اس لئے کہ مسلمانوں کا مولیٰ اللہ ہے اور کافروں کا کوئی مولیٰ نہیں ہے۔

قرآن مجید کی اس آیت مبارکہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا ہے کہ مومنوں کا تو مولیٰ ہے لیکن کافروں کا کوئی مولیٰ نہیں ہے۔ اب کوئی شخص اس آیت کو پڑھ کر یا لکھ کر اس سے یہ مطلب اخذ کرتا ہے کہ باقی ہر چیز تو اللہ کے ملک میں شامل ہے مگر کافر

ایسی مخلوق ہے جس پر کسی کی حکومت نہیں۔ وہ خالق کائنات کے مُلک سے خارج ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ خود فرما رہا ہے کہ میں ان کا مولیٰ ہی نہیں۔ باقی ہر چیز کا مولیٰ اللہ ہے یعنی زمین و آسمان کا مولیٰ اللہ ہے، شام و سحر کا مولیٰ بھی اللہ ہے، شجر و حجر اور ہر چیز کا مولیٰ بھی وہی اللہ تبارک و تعالیٰ ہی ہے مگر کافر کا مولیٰ اللہ نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ خود فرما رہا ہے کہ کافروں کا کوئی مولیٰ نہیں۔ لہذا کافر اللہ تبارک و تعالیٰ کے مُلک سے باہر ہوئے۔

جب کافر اللہ تعالیٰ کے ملک سے باہر سمجھے جائیں اور ان کیلئے خالق کائنات کو مولیٰ نہ سمجھا جائے تو اس سے درجنوں خرابیاں لازم آئیں گی۔ اگر اللہ تبارک و تعالیٰ کافروں کا مولیٰ نہیں تو پھر ان کا مولیٰ کون ہے؟ دوسرے لفظوں اللہ کے شرکاء اور دیگر بتوں کا تصور پیدا ہو جائے گا۔ یعنی اللہ اگر ان کا مولیٰ نہیں تو کوئی دوسرا خدا بھی ہے جو ان کا مولیٰ ہے۔ گویا یہ لازم آئے گا کہ کافروں کو خود بخود دھکیل کر بتوں کے ملک میں داخل کیا جا رہا ہے اور بتوں کو ان کا مولیٰ بنایا جا رہا ہے۔

قرآنِ مجید کی یہ آیت جو میں نے آپ کے سامنے پیش کی ہے اس کا ترجمہ دیکھیے

وَاَنَّ الْكٰفِرِيْنَ لَا مَوْلٰى لَهُمْ (پ ۲۶، سورہ محمد، آیت ۱۱)

کافروں کا کوئی مولیٰ نہیں

یہ الفاظ بولنا آسان ہیں مگر بظاہر ان سے جو مفہوم و مطلب نکل رہا ہے اس کو سنبھالنا مشکل ہے اگر ان کافروں کا کوئی مولیٰ نہیں تو کون ہے جس نے ان کو پیدا کیا؟ کون ہے جو ان کی حاجتیں پوری کرتا ہے؟ کون ہے جو ان کو کھانے کو دیتا ہے؟ کیونکہ خالق کائنات خود فرما رہا ہے کہ میں ان کا مولیٰ نہیں۔

محتشم سامعین حضرات! یہ جو مفہوم کی غلطی پیدا کی جا رہی ہے۔ اس غلطی

سے ہم اسی صورت میں محفوظ رہ سکتے ہیں اگر ہم قرآن مجید کے اسلوب کو مدنظر رکھیں گے جس وقت ہم قرآن مجید کی دیگر آیات کو سامنے رکھ کر اس آیت کو پڑھیں گے تو پھر ہمیں صحیح مفہوم اور مطلب کا پتہ چلے گا۔

آیئے اس آیت کا ماقبل دیکھئے۔ خالق کائنات جل جلالہ ارشاد فرماتا ہے:

اَفَلَمْ یَسِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ (پ ۲۶، سورۂ محمد، آیت ۱۰)

یہ کفار مکہ (کافر) زمین میں سیر نہیں کرتے کہ دیکھیں کس طرح پہلے لوگوں کو جو اللہ کے ماننے سے انکاری تھے ان کو ہلاک کیا گیا' کس طرح ان کو تباہ و برباد کیا گیا' کس طرح خالق کائنات نے ان کا کوئی نشان باقی نہ رہنے دیا' کس طرح ان کو تہ و بالا کر دیا گیا اور اس کے ساتھ جو اللہ کو ماننے والے تھے وہ امن کے ساتھ موجود رہے۔ خالق کائنات ان دونوں باتوں کو سامنے رکھتے ہوئے فرماتا ہے:

ذَالِکَ بِاَنَّ اللّٰہَ مَوْلَی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا (پارہ ۲۶، سورۂ محمد، آیت ۱۱)

یہ اس لئے کہ مسلمانوں کا مولیٰ اللہ ہے۔

کیا کافر اس واسطے مارے گئے کہ اللہ کافروں کا مولیٰ نہیں ہے اور مومن اس لئے بچ گئے کہ اللہ ایمان والوں کا مولیٰ ہے

خالق کائنات دوسرے مقام پر فرماتا ہے:

وَرُدُّوْا اِلَی اللّٰہِ مَوْلٰھُمُ الْحَقِّ (پ ۱۱، سورۂ یونس، آیت ۳۰)

اور کافروں کو اپنے حق مولیٰ (سچے مولیٰ) کی طرف لوٹایا جائے گا

اب اس آیت سے تو یہ ثابت ہوا کہ کافروں کا بھی مولیٰ ہے اور وہ حق ہے۔

وَرُدُّوْا اِلَی اللّٰہِ مَوْلٰھُمُ الْحَقِّ وَضَلَّ عَنْھُمْ مَا کَانُوْا یَفْتَرُوْنَ (پ ۱۱، سورۂ یونس، آیت ۳۰)

اور اللہ کی طرف پھیرے جائیں گے جو ان کا سچا مولیٰ ہے اور ان کی ساری بناوٹیں ان سے گم ہو جائیں گی۔

یہ دونوں آیات قرآن مجید کی ہیں۔ ایک آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ کافروں کا کوئی مولیٰ نہیں اور دوسری آیت سے واضح ہے کہ کافروں کا بھی مولیٰ ہے۔ دونوں صحیح ہیں۔ اب اگر صرف ترجمہ کی طرف دیکھا جائے تو قرآن مجید کی آیات میں بظاہر تعارض ظاہر ہے لیکن جس وقت ہم قرآن مجید کے منشا اور مرضی کو دیکھتے ہیں، اسلوب بیان کو دیکھتے ہیں تو قرآن مجید کی آیات میں کوئی تعارض اور اختلاف نہیں۔ قرآن مجید کی تمام آیات حق اور سچ ہیں۔ یہ بھی ٹھیک ہے کہ کافروں کا کوئی مولیٰ نہیں اور یہ بھی ٹھیک ہے کہ کافروں کا مولیٰ بھی اللہ تعالیٰ ہی ہے

مولیٰ کے دو معنی ہیں۔ ایک مولیٰ بمعنی مالک، دوسرا مولیٰ بمعنی ناصر۔

خالق کائنات نے کافروں کے جو مولیٰ ہونے کی نفی کی ہے تو یہاں اللہ تعالیٰ نے مولیٰ سے مراد مالک نہیں لیا بلکہ مولیٰ سے مراد ناصر لیا ہے۔

سیاق وسباق سے واضح ہے کہ فلاں فلاں کافر قوم مر گئی، فلاں فلاں تباہ و برباد ہوگئی کیوں؟ فرمایا: اس لئے کہ مالک ہونے کے باوجود میرا ان سے پیار نہیں تھا، میں ان کا ناصر نہیں تھا، میں ان کا محب نہ تھا باوجودیکہ میں نے ان کو پیدا کیا، ان کو کھانے پینے کو دیتا تھا، وہ میرے ہی مملوک تھے مگر اس لحاظ سے میں ان کا مولیٰ نہیں تھا کہ میں ان کی مدد کو تیار ہو جاتا۔ یہاں اللہ تبارک وتعالیٰ نے مولیٰ ہونے کی نفی کی تو ان معنوں میں کہ میں ان کا مددگار نہیں ہوں، ان کا حامی و ناصر نہیں ہوں لیکن مالک ہونے کے لحاظ سے میں ان کا مولیٰ ضرور ہوں۔

اور دوسری طرف میں مومنوں کا دونوں اعتبار سے مولیٰ ہوں ان کا مالک بھی میں ہوں اور مجھے ان سے پیار، محبت بھی ہے، میں ان کی مدد کرتا ہوں، میں ان کو تنہا نہیں چھوڑتا۔ میری رحمتیں ان کو ڈھانپ لیتی ہیں۔

اب قرآن مجید کی دونوں آیات کا مفہوم واضح ہے کہ جب یہ کہا گیا:

وَرُدُّوْا اِلَى اللّٰهِ مَوْلٰهُمُ الْحَقِّ (پ۱۱، سورہ یونس، آیت ۳۰)

کافروں کو ان کے حق مولیٰ کی طرف لوٹایا جائے گا۔

یہاں مولیٰ سے مراد مالک ہے اور دوسری آیت میں فرمایا:

لَا مَوْلٰى لَهُمْ (پ۲۶، سورۃ محمد، آیت ۱۱)

کافروں کا کوئی مولیٰ نہیں۔

یہاں مولیٰ سے مراد ناصر ہے۔

خالق کائنات نے ایک ہی لفظ مولیٰ فرمایا جو ہمارے ملک میں عام بولا جاتا ہے۔ لفظ مولیٰ کے مفہوم کی گہرائی کی طرف غور کیا جائے تو ہدایت ملتی ہے ورنہ انہیں آیات کو پیش کر کے دھریئے اور پرویزی قسم کے لوگ قرآن مجید میں بظاہر تعارض پیدا کر کے لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں۔

اب ایک اور آیت ملاحظہ فرمائیں:

فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰهُ وَ جِبْرِيْلُ وَ صَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ (پ۲۸، سورۃ التحریم، آیت ۴)

''تو بے شک اللہ ان کا مددگار ہے اور جبریل اور نیک ایمان والے''

یعنی جو میرے ہیں ان کا مولیٰ میں بھی ہوں، جبریل بھی ان کے مولیٰ ہیں اور میرے ولی بھی ان کے مولیٰ ہیں۔

یہاں مولیٰ بمعنی مالک نہ بھی لیا جائے تب بھی مولیٰ بمعنی ناصر تو ہوگا۔

خالق کائنات فرما رہا ہے کہ کافروں کا کوئی ناصر نہیں لیکن مومنوں کا ناصر میں بھی ہوں۔ جبریل بھی ہیں اور میرے ولی بھی ہیں۔ جو میرے ماننے والے ہیں' میں نے ان کیلئے اپنی طرف سے بھی کئی مولیٰ بنا دیئے ہیں۔

مثال نمبر۲: محتشم سامعین حضرات! اب ایک اور مغالطہ ملاحظہ فرمائیں جو عام طور پر پیدا کیا جاتا ہے۔

خالق کائنات قرآن مجید میں فرماتا ہے:

وَلَقَدْ یَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّکْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّکِرٍ (پ۲۷،سورۃ قمر،آیت ۱۷)

''اور بے شک ہم نے قرآن یاد کرنے کیلئے آسان فرما دیا تو ہے کوئی یاد کرنے والا''۔

اب کچھ لوگ اس کو اس اسلوب میں بیان کرتے ہیں کہ قرآن مجید کو جب خالق کائنات نے پڑھنے کیلئے آسان کر دیا ہے تو یہ گرائمر، صرف ونحو، اصول وضوابط اور سارے متعلقہ علوم وغیرہ کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

آپ دیکھتے ہیں کہ باقی چیزیں اور علوم تو مشکل ہیں' ان کو سمجھنے کیلئے مزید استعداد کی ضرورت ہے۔ جیسے انگلش پڑھنی ہو تو Tense آنے چاہئیں' دوسرے قواعد وضوابط ازبر ہونا چاہئیں لیکن اس کے برعکس قرآن مجید کو اتنی سطحی سی چیز بتایا جا رہا ہے جو بھی اسے پڑھے گا اسے آ جائے گی۔ اس سے قرآن مجید کا جو اصل مقام ومرتبہ اور حیثیت ہے اس میں فرق آ جائے گا۔

آیئے دیکھیں کہ اس آیہ مبارکہ "وَلَقَدْ یَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّکْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّکِرٍ" کا صحیح ترجمہ کیا ہے اور ذکر سے مراد کیا ہے۔

صحیح بخاری شریف میں اس کا ترجمہ یوں کیا گیا ہے:

حضرت مجاہد کہتے ہیں کہ ذکر سے مراد یہ ہے کہ:

حصن اللّٰہ قراٰۃُ ھوّنا قراٰتہ (بخاری شریف ج ۲، ص ۷۲۲)

''ہم نے اس کو پڑھنا آسان کر دیا ہے'' ہے کوئی اس کو یاد کرنے والا

یہ ترجمہ ہے اس کا کہ ہم نے اس قرآن مجید کو یاد کرنا آسان کر دیا ہے' ہے کوئی اس کو یاد کرنے والا۔

یعنی ساری کتابوں میں قرآن مجید کا یہ اعزاز ہے کہ جتنے حافظ اس کتاب کے ہیں اتنے کسی اور کتاب کے نہیں ہیں۔ باقی آسمانی کتابوں کو حفظ کرنے والے وہ انبیاء و رسل علیہم السلام تھے جن پر یہ کتابیں نازل ہوئیں لیکن قرآن مجید کا یہ منفرد اعزاز ہے کہ اس کے حفاظ کی کثیر تعداد ہر شہر میں موجود ہے۔

غور فرمائیں کہ بخاری شریف کتاب التفسیر میں 'وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ '' یہ عنوان دے کر یہ تفسیر کی کہ ہم نے اس کو قرأت کیلئے آسان کر دیا۔ انسان اگر اس کو یاد کرنا چاہے تو یہ ایسا نہیں ہے کہ یاد ہی نہ ہو۔ امام محلی اس کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

سھّلناہ للحفظ (جلالین ص ۴۴۱)

ہم نے اس کو حفظ کیلئے آسان کر دیا ہے۔

قرآن مجید کے اس ترجمے کی صداقت پر یہ گواہی موجود ہے کہ دنیا میں قرآن مجید کے تو ہزاروں لاکھوں حفاظ موجود ہیں مگر دیگر کتابوں کا کوئی بھی حافظ نہیں ملتا کیونکہ خالق کائنات نے اس کے متعلق فرما دیا ہے کہ ہم نے اس کو حفظ کرنے اور

یاد کرنے کیلئے آسان کر دیا ہے۔

یہ اس کا اصل مطلب ہے اگر اس کا مطلب یہ ہو کہ قرآن مجید کو سمجھنے کیلئے کسی بڑی عقل یا تعلیمی استعداد اور صلاحیت کی ضرورت نہیں اور جو جس سطح کی استعداد وصلاحیت کا ہو مجتہد بن کر ترجمے کرتا پھرے تو ایسی بات نہیں اگر ایسی بات ہوتی تو خالق کائنات دوسرے مقام پر یہ کیوں فرماتا:

وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ وَمَا يَعْقِلُهَا اِلَّا الْعٰلِمُوْنَ۔

(پ۲۰، سورۃ العنکبوت، آیت ۴۳)

یہ مثالیں ہیں ہم ان کو لوگوں کیلئے بیان کرتے ہیں' ان کو نہیں سمجھتے مگر وہ جنہوں نے علم حاصل کیا۔

یہ اولو الباب کو تدبر سے آئے گی۔

اِلَيْكَ مُبٰرَكٌ لِّيَدَّبَّرُوْٓا اٰيٰتِهٖ وَ لِيَتَذَكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝ (پ۲۳، سورۃ ص، آیت ۲۹)

''یہ ایک کتاب ہے کہ ہم نے تمہاری طرف اتاری ہے برکت والی تا کہ اس کی آیات کو سوچیں اور عقلمند نصیحت مانیں''۔

یہ سب کیلئے فرمایا گیا ہے کہ ہر ایک کوشش کرے اور اس کیلئے اس میں صلاحیت پیدا کرنی پڑے گی۔

یہ فرمایا کہ ہم نے اس قرآن مجید کو حفظ کرنے کیلئے، یاد کرنے کیلئے آسان کر دیا ہے۔

وَمَا يَعْقِلُوْهَا اِلَّا الْعٰلِمُوْنَ۔ (پ۲۰، سورہ العنکبوت، آیت ۴۳)

''اور انہیں نہیں سمجھتے مگر علم والے''

اس کی باریکیاں عالم کو ہی سمجھ میں آئیں گی جو علم حاصل کر چکا ہے۔ جس نے اس کیلئے کوشش کی ہے۔ خالق کائنات جل جلالہ نے اس کو اس کی باریکیاں اور لطافتوں سے آشنا فرمادیا ہے۔

اگر قرآن مجید سطحی سے کتاب ہوتی تو خالق کائنات کیوں بار بار دعوتِ فکر دیتا کہ:

اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْآنَ ۔ (پارہ ۲۶، سورہ محمد، آیت ۲۴)

تو کیا وہ قرآن مجید میں تدبر نہیں کرتے۔

لِیَدَّبَّرُوْا ۔ (پ ۲۳، سورۃ ص، آیت ۲۹)

وہ غور کریں۔

تَفَکُّرُ سَاعَۃٍ خَیْرٌ مِّنْ عِبَادَۃِ سَنَۃٍ (قرطبی ۴/۳۱۴ طبع دارالکتب المصریہ)

جو ایک لمحہ کیلئے سوچے گا، غوروفکر کرے گا، ایک سال کی بندگی کا اس کو ثواب مل جائے گا

اگر یہ محض سطحی چیز ہوتی تو سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ صرف سورہ بقرہ پڑھنے میں بارہ سال نہ گزارتے۔

تَعَلَّمَ عُمَرُ الْبَقَرَۃَ فِی اِثْنَتَیْ عَشَرَۃَ سَنَۃٍ (قرطبی ۱/۴۵ دارالفکر بیروت)

''حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بارہ سال میں سورہ بقرہ پڑھی''۔

بڑی آسان ہے کا مطلب یہ نہیں کہ یہ ویسے ہی آسان ہے۔ اگر یہ اتنا ہی آسان تھا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو سورہ بقرہ پڑھنے میں بارہ سال لگانے کی کیا ضرورت تھی؟ مطلب کیا ہے؟ مطلب یہ ہے کہ جو اس کی طرف بڑھے یہ اس کو محروم نہیں کرتی، حصہ ضرور عطا کرتی ہے۔

یہ آیات کا مقابل میں نے آپ کے سامنے پیش کر دیا ہے اب اس کا مفہوم بالکل واضح ہے کہ ایک طرف ہے۔

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ (پ۲۷،سورۃ قمر،آیت ۱۷)

دوسری طرف ہے:

وَمَا يَعْقِلُوهَا إِلَّا الْعٰلِمُوْنَ (پ۲۰،سورۃ العنکبوت آیت ۴۳)

دونوں کا مطلب یہ بنا کہ ہم نے اس کو حفظ کیلئے آسان کر دیا ہے جو اس کے معنی سمجھنا چاہے،اس میں عبور حاصل کرنا چاہے تو اسے مشکل کہہ کر ہٹایا نہ جائے بلکہ اس کو یہ ترغیب دلائی جائے کہ یہ ایسا سمندر ہے جس کو عبور کرنے کیلئے بہت زیادہ کوشش کی ضرورت ہے۔

اگر اس کا دوسرا معنی نصیحت لیا جائے تو مفہوم یہ ہوگا کہ کوئی ہے کہ اس سے نصیحت پکڑے کیونکہ ہم نے اس کو تیار ہی نصیحت کیلئے کیا ہے جو اس کی طرف اس کو حاصل کرنے کیلئے رجوع کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کتاب ہدایت سے اس کے دل کو معمور کر دے گا۔

تیسرا معنی یہ ہے کہ ہم نے اس کے معنی کو آسان کر دیا ہے۔یہ نہیں کہ جو پڑھنے سے آئے ہی نہیں۔خالق کائنات فرماتا ہے کہ ہم نے اس کے معنی میں ایسی لطافت رکھی ہے ایسی باریکی رکھی ہے کہ جو پڑھنے کی کوشش کرتا ہے وہ معنی اس کو آ ہی جاتا ہے۔

یہ ایک عام مغالطہ پیدا کیا جاتا ہے۔اگر کوئی شخص ایسا مغالطہ پیدا کرے گا تو اسے یہ کہا جائے کہ تم یہ بات فلاں فن،قانون،اصول کے خلاف کر رہے ہو۔اگر وہ کہے کہ قرآن مجید تو آسان ہے اس کو پڑھنے کیلئے کسی قانون' اصول کی ضرورت نہیں تو

وہ اس کو غلط اسلوب میں بیان کر رہا ہے۔ کیونکہ خالق کائنات نے اسے اور لحاظ سے آسان فرمایا ہے۔

مثال نمبر ۳: آج کل لوگ قرآن فہمی کورس، دورہ تفسیر قرآن اور اسی طرح کے اور کورسز کرواتے ہیں اور مسلمانوں کو کلمہ گو مشرک ثابت کرنے کیلئے کتابیں لکھی جاتی ہیں ان تمام کا وطیرہ یہ ہے کہ قرآن مجید کی وہ آیات جو بتوں کے متعلق نازل ہوئی تھیں ان کو انبیاء اور اولیاء کرام پر چسپاں کرتے ہیں۔ اپنے مؤقف کو وہ ان آیات کی روشنی میں بیان کرتے ہیں۔

مثال کے طور پر سورہ فرقان میں کافروں کی بات ہے کہ:

وَاتَّخَذُوا مِنْ دُونِهٖۤ اٰلِهَةً لَّا یَخْلُقُوْنَ شَیْئًا وَّ هُمْ یُخْلَقُوْنَ۔

(پ ۱۸، سورۃ الفرقان، آیت ۳)

اور لوگوں نے اس کے سوا اور خدا ٹھہرا لئے کہ وہ کچھ نہیں بناتے اور خود پیدا کئے گئے ہیں

کافروں نے ایسے بُت اپنے معبود بنا لئے جنہوں نے کسی کو پیدا نہیں کیا بلکہ خود پیدا کئے گئے ہیں۔

اسی طرح کی آیات پیش کر کے لوگوں کے ذہنوں میں یہ بٹھایا جاتا ہے کہ جیسے یہ بت ہیں (معاذ اللہ) ایسے ہی انبیاء کرام اور اولیاء کرام ہیں۔ ان بتوں اور انبیاء، اولیاء میں کوئی فرق نہیں۔ لہٰذا ان کے ماننے والوں اور محبت کرنے والوں میں کوئی فرق نہیں۔

بتوں کے متعلق آیات اور بتوں کی علامات بیان کرتے ہوئے ان کو اللہ کے انبیاءؑ اولیاء میں بتا کر دونوں کے ماننے والوں کو ایک ہی صف میں کھڑا کر دیا جاتا

ہے۔اس طرح ان آیات کے مفہوم میں واردات کی جاتی ہے۔کیسے؟

خالق کائنات یہ فرمارہا ہے:

لَا یَخْلُقُوْنَ شَیْئاً ۔ بت کوئی شے پیدا نہیں کر سکتے۔

جبکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں:

اَنِّیْ اَخْلُقُ لَکُمْ مِّنَ الطِّیْنِ کَھَیْئَۃِ الطَّیْرِ فَاَنْفُخُ فِیْہِ (پ۳،سورۂ آل عمران،آیت ۴۹)

میں تمہارے لئے مٹی سے پرند کی سی مورت بناتا ہوں پھر اس میں پھونک مارتا ہوں۔

اَنِّیْ اَخْلُقُ ۔ میں پیدا کرتا ہوں

فَیَکُوْنُ طَیْرًا بِاِذْنِ اللّٰہِ ۔

اللہ کے اذن سے وہ پرندہ بن جائے گا۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے بت کی یہ علامت بتائی کہ وہ کوئی چیز پیدا نہیں کر سکتے

اور اللہ تعالیٰ کے پیغمبر کا منصب یہ بیان ہورہا ہے کہ وہ خود کہتے ہیں باذنِ الٰہی:

اَنِّیْ اَخْلُقُ لَکُمْ مِّنَ الطِّیْنِ

اَخْلُقُ واحد متکلم کا صیغہ ہے جس کا معنی ہے میں پیدا کرتا ہوں۔

لَکُمْ تمہارے لیے

مِنَ الطِّیْنِ مٹی سے

میں پیدا کرتا ہوں اور جو بت ہیں وہ کچھ پیدا نہیں کر سکتے۔

اللہ کے پیغمبر اللہ کے اذن سے پیدا کر لیتے ہیں۔یعنی مجازی خالق وفاعل ہیں۔اگر اللہ کے پیغمبر اور بت دونوں ایک ہی حیثیت کے ہوتے تو پھر خالق کائنات ہرگز اپنے پیغمبروں کے اختیارات قرآن مجید میں بیان نہ فرماتا۔کافروں کے بارے

میں کہا ہے:

لَا یَخْلُقُوْنَ شَیْئًا۔ وہ کوئی چیز پیدا نہیں کر سکتے۔

یہ بت خود جھوٹے ہیں ان کے ماننے والے جھوٹے ہیں۔

دوسری طرف اللہ تعالیٰ نے یہ واضح فرمایا کہ یہ بت تو کچھ نہیں کر سکتے لیکن میں اتنا بڑا مولیٰ ہوں کہ میں چاہوں تو اپنے بندوں سے بھی پیدا کروا لیتا ہوں۔ یعنی مجازاً پیدا کرنے کا عمل ان کی طرف منسوب ہو جاتا ہے۔

جہاں اللہ تعالیٰ کے پیغمبر علیہ السلام یہ فرما رہے ہیں:

اَنِّیْ اَخْلُقُ لَکُمْ مِّنَ الطِّیْنِ۔

ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ یہ سب ہے میرے اللہ کا فضل۔

فَیَکُوْنُ طَیْرًا بِاِذْنِ اللّٰہِ۔

واضح ہوا کہ خالق کائنات نے اگرچہ انبیاء کرام کو معبود نہیں بنایا' ان پیغمبروں اور اولیاء کو کسی معنیٰ میں الوہیت عطا نہیں فرمائی لیکن خالق کائنات نے ان کو بتوں کے ساتھ بھی نہیں ملایا، بت اور ہیں یہ انبیاء کرام، اولیاء کرام اور ہیں۔

محتشم سامعین حضرات! اب دیکھیے!

لَا یَمْلِکُوْنَ لِاَنْفُسِھِمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا۔ (پ ۱۸، سورہ فرقان، آیت ۳)

"وہ اپنے لئے نہ نفع کے مالک ہیں نہ نقصان کے"

جھوٹے خداؤں کے بارے میں اس سے پہلے حصے میں ہے۔

وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِہٖ اٰلِھَۃً۔

"کافروں نے اللہ کے سوا خدا بنا لئے ہیں"۔

اس کے بعد ان جھوٹے خداؤں کی صفات کا ذکر ہے۔

واضح ہوا کہ یہ آیت بتوں کے بارے میں ہے کہ وہ نہ اپنے نفع کے مالک ہیں، نہ نقصان کے۔ اب مفہوم پر واردات کرنے والے اسی آیت کو اللہ تعالیٰ کے مقربین۔ انبیاءؑ اولیاء کے بارے میں پڑھتے ہیں کہ وہ کسی نفع و نقصان کے مالک نہیں

قرآن مجید برہان رشید کی آیات کو صحیح طور پر سمجھنے کیلئے اب دیکھیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی فرما رہے ہیں:

قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا (پ۹، سورۃ الاعراف، آیت ۱۸۸)

میں اپنے نفس کیلئے نہ نفع کا مالک ہوں نہ نقصان کا۔

اسی کے ساتھ ملا کے مذکورہ بالا آیت بھی پڑھ دی جاتی ہے اور اس سے وہ معاذ اللہ بتوں کے ساتھ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ملانا چاہتے ہیں جو کچھ وہ بتوں کیلئے ثابت کر رہے ہیں وہی کچھ آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور اولیاء کرام کے بارے میں ثابت کرنا چاہتے ہیں۔

ابھی میں عرض کرتا ہوں کہ قرآن مجید برہانِ رشید کی آیات جو ابھی میں نے پڑھی ہیں۔ وہ آیات ٹھیک ہیں مگر ان میں زمین و آسمان سے بھی زیادہ فرق ہے۔ بظاہر ایک ہی بات معلوم ہوتی ہے۔

سورہ فرقان میں ہے:

لَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا (سورۃ فرقان، آیت ۳)

"یہ بتوں کے بارے میں ہے کہ وہ اپنے لئے نہ نفع کے مالک ہیں نہ نقصان کے"

پھر سورہ الاعراف میں سرکار کی بات ہے:

قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِىْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا

''میں اپنے نفس کیلئے نفع، نقصان کا مالک نہیں''۔

اب یہ دونوں آیات سچی ہیں مگر دیکھیں اللہ تعالیٰ نے ان میں کتنا فرق رکھا ہے۔

خالق کائنات نے جہاں سرکار کی بات کی وہاں الا ماشاء اللہ فرمایا ہے اور جہاں بتوں کی بات کی وہاں الا ماشاء اللہ نہیں فرمایا۔ کتنا فرق ہے؟ اتنا فرق ہے جتنا لا الہ کے بعد الا کہنے میں فرق ہے۔ جب آپ نے کہا کہ کوئی خدا نہیں تو ہر ایک خدا کی نفی ہوگئی۔ اگر الا نہ پڑھا جائے تو اللہ کا ثبوت کیسے ہو سکے گا۔ لا الہ کے بعد جب الا آتا ہے تو پھر خالق کائنات کی الوہیت کا ثبوت ہوتا ہے۔ جب اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے محبوب کے بارے میں فرمایا تو قرآن مجید میں دونوں جگہ الا ماشاء اللہ کے الفاظ موجود ہیں۔

سورہ یونس میں دیکھیں:

قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِىْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ (پ ۱۱، سورۃ یونس، آیت ۴۹)

''تم فرماؤ میں اپنی جان کے برے بھلے کا (ذاتی) اختیار نہیں رکھتا مگر جو اللہ چاہے''۔

اے میرے محبوب! آپ اپنے صحابہ اور دنیا والوں کو فرما دو کہ میں اپنی جان کیلئے خود کسی نفع کا مالک نہیں مگر جس نفع کا مالک میرا خدا مجھے بنا رہا ہے اس کا مالک ہوں۔

آپ دیکھیں کتنا فرق تھا جسے چھپا دیا گیا۔

بُت کے بارے میں الا ماشاء اللہ نہیں فرمایا کیونکہ اسے کچھ نہیں مل سکتا، وہ اپنے لئے بھی کسی چیز کا مالک نہیں ہے، اس کے پاس کچھ بھی نہیں۔ مگر محبوب علیہ السلام کو فرمایا کہ اے میرے محبوب! انہیں یہ فرما دو کہ میرے پاس جو سب کچھ ہے، یہ خالی

ہاتھوں میں جو دو جہانوں کی نعمتیں ہیں' یہ ہاتھ اُٹھتے ہیں تو دامن بھر جاتے ہیں' یہ انگلی اُٹھتی ہے تو چاند دو ٹکڑے ہو جاتا ہے' یہ جو مریض شفایاب ہو جاتے ہیں' یہ جو کنکریاں کلمہ پڑھتی ہیں' یہ جو درخت بلانے پر حاضر خدمت ہو جاتے ہیں' یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ ہے۔ میں جو کچھ کسی کو دیتا ہوں' اپنی طرف سے نہیں دیتا بلکہ میرا خدا مجھے عطا فرماتا ہے۔ اب کوئی ان آیات کو پڑھ کر دعویٰ کرتا ہے کہ میں قرآن مجید فرقان حمید کی آیات پیش کر رہا ہوں تو وہ آیات پیش کرنے اور ان کا ترجمہ کرنے میں حق بجانب ہے لیکن آیات کو اپنے حقیقی مفہوم اور پس منظر سے ہٹا کر مذموم مقصد کیلئے ارادتاً پیش کرنے سے کتنی بڑی مفہوم پر واردات ہو جائے گی۔

الا اللہ میں جو اللہ کی توحید ہے اس میں کوئی کسر باقی نہیں رہ جاتی' سب کچھ آ جاتا ہے ایسے ہی جب سرکار فرماتے ہیں الا ماشاء اللہ تو آپ کے عطائی اختیارات' علم و قدرت' ملکیت میں کچھ کمی نہیں رہ جاتی مگر جو کچھ بھی دیا ہوا ہے وہ سب کچھ اللہ کا دیا ہوا ہے۔

میں آپ کسی بھی چیز کا ذاتی طور پر مالک نہیں مگر جو خدا چاہے' عطا فرمائے' اس کا مالک ہوں۔ میں خود کا یا کسی اور کے نفع و نقصان کا مالک نہیں مگر جس کا مجھے میرے خدا نے مالک بنایا اس کا مالک ہوں۔ لہذا اگر کسی کو فائدہ پہنچانا چاہیں تو پہنچا سکتے ہیں اور مالک کا اطلاق ہونے کی وجہ سے مالک ہیں۔

قرآن مجید برہان رشید میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنا مقام یہ بیان فرما رہے ہیں:

وَاُبْرِئُ الْاَکْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْیِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ ۔

(پ ۳، سورۃ آل عمران، آیت ۴۹)

میں شفا دیتا ہوں مادرزاد اندھے اور سفید داغ والے کو اور میں مردے زندہ کرتا ہوں۔

اَکْمَہ، مادرزاد اندھا، جس کی آنکھوں کی جگہ ہی نہ ہو۔

اَبْرَص، کوڑھ کا مرض

میں صحت دیتا ہوں، یہ صحت دنیا فائدہ پہنچانا ہے۔

قرآن مجید کے اسلوب سے فرق واضح ہے کہ بت نہ نفع کے مالک ہیں' نہ نقصان کے مالک ہیں لیکن اللہ کے پیغمبر بت نہیں ہیں' وہ نفع دیتے ہیں اور نہ ماننے والوں کو نقصان بھی دے سکتے ہیں۔

وہ اندھا جس کی آنکھوں کی جگہ ہی نہ ہو' اس کی جگہ بنا کے آنکھیں لگا دی جائیں تو کیا یہ نفع پہنچانا ہے یا نہیں؟

واضح ہوا کہ یہ بُت ہیں جو نفع پہنچا سکتے ہیں نہ نقصان لیکن اللہ والے اللہ کی عطا سے اپنے آپ کو اور دوسروں کو بھی نفع پہنچا سکتے ہیں۔

سورہ فرقان میں ہے:

وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِہٖٓ اٰلِهَةً (پ۱۸، سورۃ الفرقان، آیت ۳)

سورہ فرقان مکی ہے اس سے بھی واضح ہے کہ بتوں کے بارے میں ہے۔

محتشم سامعین حضرات! میں اپنے موضوع کو آگے بڑھاتا ہوں۔ قرآن مجید میں بتوں کے متعلق ہے۔

لَا یَمْلِکُوْنَ مَوْتًا وَّلَا حَیٰوۃً (پ۱۸، سورۃ الفرقان، آیت ۳)

کہ وہ موت و حیات کے مالک نہیں۔

اور دوسری طرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کہتے ہیں:

اُحْیِ الْمَوْتٰی ۔

میں مردوں کو زندہ کرتا ہوں۔

وہ لَا یَمْلِکُوْنَ مَوْتًا وَّلَا حَیٰوۃً بتوں کے متعلق تھا اور یہ اُحْیِ الْمَوْتٰی اللہ کے رسول کی بات ہے۔

خالق کائنات نے واضح فرمایا کہ بت تو کچھ نہیں کر سکتے وہ موت وحیات کے مالک نہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں:

اُحْیِ الْمَوْتٰی بِاِذْنِ اللّٰہِ (پ۳،سورۃ آل عمران، آیت ۴۹)

میں مردے زندہ کرتا ہوں لیکن اللہ کے اذن سے کرتا ہوں۔

بت کچھ نہیں کر سکتے کیونکہ اللہ انہیں اذن ہی نہیں دیتا۔ ان کا باب علیحدہ ہے۔ میرے بندوں کو بتوں کے ساتھ نہ ملانا۔ جن چیزوں کی میں نے بتوں سے نفی کی ہے وہی باتیں میں نے ان سے کروائی ہیں تا کہ واضح ہو جائے کہ اپنے اور ہیں اور پرائے اور ہیں۔

مثال نمبر ۴: محتشم سامعین حضرات! قرآن مجید برہان رشید میں ایک بات یوں بیان ہوئی ہے کہ کافر کہتے ہیں:

حَسْبُنَا مَا وَجَدْنَا عَلَیْہِ اٰبَآءَنَا۔ (پ۷،سورۃ المائدہ، آیت ۱۰۴)

"کافی ہے وہ جس پر ہم نے اپنے آباء کو پایا"۔

ایسے ہی سورۃ البقرہ میں ہے:

بَلْ نَتَّبِعُ مَآ اَلْفَیْنَا عَلَیْہِ اٰبَآءَنَا۔ (پ۲،سورۃ البقرہ، آیت ۱۷۰)

"جس پر ہم نے اپنے آباؤ کو پایا اس کی اتباع کریں گے"۔

اب ایسی آیات پڑھ کر پکے مومنوں پر حملہ کیا جا رہا ہے اور مقدس عقیدے کو

لوٹنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ اب یہ بیان کرنا کہ باپ دادا کے دین پر رہنا' اس کی بات کرنا' اس پر ڈٹ جانا' اڑ جانا' یہ پرانے صدیوں اور کافروں کا مقولہ ہے' ان کی بات ہے اس لئے تمہیں امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ' حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ' حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ' حضرت بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ جیسے پرانے بزرگوں کا طریقہ چھوڑ کر ہماری بات تسلیم کر لینی چاہیئے۔ قرآن مجید کی آیات پیش کر کے یہ واردات کی جارہی ہے جبکہ قرآن مجید برہانِ رشید کی آیات کا یہ مقصد نہیں۔ اگر کسی شخص کے آباء اچھے راستے پر تھے تو کیا وہ اپنے آباء کا حوالہ کسی کو نہ دے۔ اس کو کہا جائے کہ اپنے باپ دادا والا مسلک چھوڑ کر ہمارے اس نئے خود ساختہ مسلک کو قبول کرلو' قرآن مجید کی ہرگز یہ مرضی نہیں کیونکہ قرآنِ مجید خود اپنے اچھے آباء کے راستے پر چلنے کا حکم فرماتا ہے۔

اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ حَضَرَ يَعْقُوْبَ الْمَوْتُ اِذْ قَالَ لِبَنِيْهِ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْۢ بَعْدِىْ قَالُوْا نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَاِلٰهَ اٰبَآئِكَ ۔ (پ ۱ سورۃ البقرہ آیت ۱۳۳)

بلکہ تم میں کے خود موجود تھے جب یعقوب کو موت آئی جبکہ اس نے اپنے بیٹوں سے فرمایا میرے بعد کس کی پوجا کرو گے بولے ہم پوجیں گے اسے جو خدا ہے آپ کا اور آپ کے آباء کا۔

اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ حَضَرَ يَعْقُوْبَ الْمَوْتُ ۔

خالقِ کائنات فرماتا ہے کیا تم اس وقت گواہ تھے۔ جب حضرت یعقوب علیہ السلام کے وصال کا وقت قریب تھا۔

اِذْ قَالَ لِبَنِيْهِ ۔ جب انہوں نے اپنے بیٹوں سے کہا

مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ بَعْدِیْ ...... میرے بعد تم کس کی عبادت کرو گے؟

قَالُوْا نَعْبُدُ .... بولے ہم عبادت کریں گے۔

اِلٰهَكَ .... تمہارے خدا کی

وَاِلٰهَ اٰبَائِكَ .... اور تمہارے باپ دادا کے خدا کی

یعنی ہم اپنے آباؤ اجداد والا راستہ نہیں چھوڑیں گے' اسی پر چلتے رہیں گے۔

جب آباؤ اجداد والا طریقہ سچا طریقہ ہے تو اس پر طعنہ دیا جائے تو یہ قرآن مجید کی آیات کی خلاف ورزی ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے بارے میں قرآنِ مجید میں ہے:

وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ آبَائِیْ اِبْرَاهِیْمَ وَاِسْحَاقَ وَیَعْقُوْبَ (پ۱۲، سورہ یوسف، آیت ۳۸)

"اور میں نے اپنے باپ دادا ابراہیم' اسحاق اور یعقوب کا دین اختیار کیا"۔

میں نے اس کی اتباع کی جو میرے آباء کا دین' طریقہ' مسلک ہے۔

لہٰذا قرآنِ مجید برہانِ رشید واضح کر رہا ہے کہ یہ آیات مشرکوں' بتوں کے بارے میں ہیں اور مومنوں کے بارے میں نہیں۔ ان آیات میں مشرکین مکہ کی مذمت کی جارہی ہے کہ وہ اپنے کافر آباؤ اجداد کے بارے میں ڈٹے ہوئے ہیں۔ یہ آیات مسلمانوں کے بارے میں نہیں' انہیں تو اس پر فخر کرنا چاہیئے کہ ہماری کئی پشتیں اسلام میں گزری ہیں اور ہم اسی صراطِ مستقیم پر چلتے جارہے ہیں۔

اس بندے کو کیسی لذت محسوس ہوتی ہے جو یہ کہتا ہے کہ میں اسی صراط مستقیم پر ہوں۔ جس پر سب سے پہلے میرے محبوب علیہ السلام چلے تھے۔ پھر حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ' حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ' حضرت عثمان غنی رضی

اللہ عنہ' حضرت علی حیدر کرار رضی اللہ عنہ' حضرت طلحہ وزبیر رضی اللہ عنہما' حضرت سعد و سعید رضی اللہ عنہما' حضرت ابوذر و سلیمان فارسی رضی اللہ عنہما' حضرت امام حسن و حسین رضی اللہ عنہما' حضرت امام اعظم نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ' حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ' حضرت فضل حق خیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ' حضرت امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ چلے اور اب ہم اسی صراطِ مستقیم پر چلے جا رہے ہیں۔

مثال نمبر ۵: محتشم سامعین حضرات! ایک مسئلہ شفاعت ہے اس کو بھی مفہوم بگاڑ کر پیش کیا جارہا ہے۔ قرآن مجید کی آیات کی آڑ میں' ان کا مفہوم بگاڑ کر' صحیح العقیدہ مسلمانوں پر زیادتی کی جارہی ہے۔ قرآنِ مجید کی وہ آیات جو بتوں اور بت پرستوں کے بارے میں ہیں وہ کھینچ کر مسلمانوں کے بارے میں پڑھی جاتی ہیں۔ جیسے درج ذیل آیات:

(۱) فَمَا لَنَا مِنْ شَافِعِيْنَ (پ ۱۹، سورہ الشعراء، آیت ۱۰۰)

ہمارا تو کوئی شافع (سفارشی) ہی نہیں ہے۔

(۲) فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشّٰفِعِيْنَ (پ ۲۹، سورہ المدثر، آیت ۴۸)

تو انہیں شفاعت کرنے والوں (سفارشوں) کی شفاعت (سفارش) فائدہ نہ دے گی۔

(۳) اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ شُفَعَآءَ (پ ۲۴، سورۃ الزمر، آیت ۴۳)

کیا انہوں نے اللہ کے مقابل کچھ سفارشی بنا رکھے ہیں۔

(۴) قُلْ لِّلّٰهِ الشَّفَاعَةُ جَمِيْعًا (پارہ ۲۴، سورہ الزمر، آیت ۴۴)

تم فرماؤ شفاعت تو سب اللہ کے ہاتھ ہے۔

اے محبوب فرمادو شفاعت تو ساری اللہ کی ہے۔

اب یہ چار آیات مسلمانوں کے مجمع میں پڑھی جاتی ہیں اور مسلمانوں کو ہی کوسا جاتا ہے۔ خدا کی قسم! ان آیات میں ایک بھی ایسی نہیں کہ جس میں ایک فیصد بھی احتمال ہو کہ یہ مسلمانوں کے بارے میں ہیں۔ ہر آیت سے پہلے واضح طور پر کافروں کا ذکر موجود ہے اور ان کے بارے میں ہی کہا گیا ہے۔

(۱) فَمَا لَنَا مِنْ شَافِعِينَ ۔ ہمارا تو کوئی سفارشی ہی نہیں

(۲) فَمَا تَنفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشَّافِعِينَ ۔

کسی کافر کو کسی سفارشی کی سفارش فائدہ نہ دے سکے گی۔

(۳) اَمِ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِ اللّٰهِ شُفَعَآءَ ۔

خالق کائنات فرماتا ہے کہ انہوں نے اللہ کے مقابل اپنے سفارشی بنائے ہوئے ہیں۔ جن کی یہ عبادت کرتے ہیں۔

(۴) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

قُلْ لِّلّٰهِ الشَّفَاعَةُ جَمِيعًا

کسی بت کی کوئی شفاعت نہیں۔ شفاعت ساری اللہ کی ہے۔

محتشم سامعین حضرات! بڑی باریک بات ہے، ایک تو یہ کہ کس کی سفارش کی نفی ہے کہ وہ شفیع نہیں بن سکے گا۔ دوسری یہ کہ کس کے بارے میں شفاعت قبول نہیں ہوگی اور تیسری یہ کہ جو شفاعت کے قبول کرنے کا عقیدہ رکھتا ہے وہ کون ہے؟

ان آیات کی روشنی میں یہ تین باتیں سمجھنا ضروری ہیں:

۱۔ کسی کی سفارش اللہ کی بارگاہ میں مانی بھی جا سکتی ہے یا نہیں؟

۲۔ کسی کے بارے میں مانی جا سکتی ہے۔

۳۔ جو یہ عقیدہ رکھتا ہے اسکے بارے میں کیا حکم ہے۔

یہ تینوں باتیں سامنے لائیں گے تو ان آیات کے صحیح مفہوم کا پتہ چلے گا۔ اگر یہ باتیں سامنے نہ ہوں اور پھر ان کو مطلقاً پڑھا جائے تو مفہوم پر واردات ہو جائے گی پہلے یہ سمجھیں کہ:

۱۔ کسی بت کو شفاعت کا حق حاصل نہیں ہے۔

۲۔ کسی کافر کی سفارش نہیں ہو سکتی۔

۳۔ ان کے بارے میں سفارش کا عقیدہ رکھنا بھی گناہ ہے۔

اس کے برعکس

۱۔ اللہ والوں کی اللہ کی بارگاہ میں سفارش قبول ہے۔ انبیاء، اولیاء، صالحین، شہداء اور دوسرے کئی مقبول سفارشی اللہ کی بارگاہ میں سفارش کریں گے۔

۲۔ مومن کی سفارش ہو سکتی ہے۔

۳۔ یہ عقیدہ قرآنِ مجید کا عین حق عقیدہ ہے۔ کیسے؟ درج ذیل آیات ملاحظہ فرمائیں:

آیت نمبر ۱: خالق کائنات فرماتا ہے:

مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَہٗٓ اِلَّا بِاِذْنِہٖ ۔ (پ ۳، سورہ البقرہ، آیت ۲۵۵)

وہ کون ہے جو اس کے یہاں سفارش کرے بے اس کے حکم کے۔

کوئی اللہ کی بارگاہ میں سفارش نہیں کر سکتا وہ کون ہے جو کر سکتا ہے؟ فرمایا:

اِلَّا بِاِذْنِہٖ جو اذن والے ہیں۔

کسی بت کی، کسی طاغوت کی مجال نہیں کہ وہ اللہ کے پاس کسی کی سفارش کرے مگر

الا باذنه ' ہاں وہ ہیں جنہوں نے اللہ کے اذن کا تاج پہن رکھا ہے۔

آیت نمبر۲: پ۱۱، سورہ یونس، آیت ۳ میں ہے:

مَا مِنْ شَفِيْعٍ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ اِذْنِهٖ

کوئی سفارشی نہیں مگر اس کی اجازت کے بعد۔

اللہ کے پاس کسی کی کیا مجال ہے کہ کسی مجرم کی سفارش کرے' ہاں اللہ کی اجازت کے بعد کرلیں گے۔

اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ اِذْنِهٖ اس کے اذن کے بعد کرلیں گے۔

معلوم ہوا کہ پہلی مذکورہ آیات کفار کے بارے میں ہیں۔ کافر شفیع اور اس عقیدہ کے بارے میں ہیں۔ لہذا کافر کی نہ کوئی سفارش کرے گا نہ اس کی مانی جائے گی اور نہ وہ عقیدہ رکھنا درست ہے۔ جبکہ مومن وہ ہیں کہ خالق کائنات نے ان کیلئے شفیع بھی بنا رکھے ہیں' ان کی شفاعت بھی قبول ہوگی اور اس عقیدے کو قرآن مجید نے اپنا عقیدہ قرار دیا ہے۔

غور کیجئے کہ اب وہ آیات پڑھی جائیں اور مسلمانوں کو سامنے رکھ کے' مسلمان کے سامنے بار بار یہ رٹ لگائی جائے کہ کوئی نبی' ولی اس دن چھڑا نہیں سکے گا' کوئی نبی ولی کچھ نہیں کر سکے گا۔ کوئی دستگیر نہیں' کوئی حاجت روا نہیں' کوئی مشکل کشا نہیں ہے۔ قرآنِ مجید نے فرمایا کہ کوئی بت' طاغوت کچھ نہیں کر سکے گا لیکن جن کو اللہ نے اذن دیا ان کے جھنڈے لہرا رہے ہوں گے۔

بخاری شریف (رقم الحدیث ۷۴۴۰) و مسلم شریف میں ہے۔ نبی اکرم' نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا (اختصاراً)

قیامت کے دن لوگوں کو روک دیا جائے گا۔ جس وقت وہ رکیں گے' وہ دوڑیں گے کہ کوئی ہماری سفارش کرے۔ سب کے پاس سے ہوتے ہوئے میرے پاس پہنچے گے۔

مسند امام احمد ۱/۲۸۲ میں ہے۔ آپ فرمائیں گے:

اَنَا لَھَا   آج شفاعت کیلئے میں ہوں۔

سرکار فرماتے ہیں:

اِذَا رَاَیْتُ رَبِّیْ وَقَعْتُ لَہٗ سَاجِدًا

(بخاری شریف کتاب التوحید باب قول اللہ تعالیٰ لما خلقت بیدی)

جب میں اپنے رب کو دیکھوں گا اس کے حضور سجدہ ریز ہو جاؤں گا۔

وہ شفاعت جس کی قرآن مجید میں بار بار نفی کی گئی ہے وہ اوروں کی بات ہے۔ یہ اذن والے ہیں۔

سرکار فرماتے ہیں:

فَیَدَعُنِیْ مَاشَآءَ اللّٰہُ اَنْ یَّدَعَنِیْ۔

مجھے سجدے میں رکھا جائے گا۔ جتنی دیر اللہ تعالیٰ چاہے گا۔

پھر فرمائے گا:

اِرْفَعْ مُحَمَّدُ .... اے محمد! سر اُٹھاؤ

قُلْ تُسْمَعْ .... بولو! جو بولو گے وہ سنا جائے گا۔

وَسَلْ تُعْطَہٗ .... مانگو' جو مانگو گے دیا جائے گا۔

سوال کرو' جو سوال کرو گے عطا فرما دیا جائے گا۔

وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ......شفاعت کرو کہ تمہاری شفاعت قبول فرمائی جائے گی۔

سفارش تو کرو، تمہاری سفارش مانی جائے گی۔

بخاری و مسلم دونوں میں حدیث شریف موجود ہے۔

سرکار فرماتے ہیں: حشر کے میدان میں ساری آنکھیں میری طرف اُٹھی ہوں گی، ہر ایک میرا منتظر ہوگا۔ حشر کے میدان میں جب سارے میری طرف بڑھیں گے۔ حضرت مولانا حامد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

؎ گنہگاروں کا روز محشر شفیع خیر الانام ہو گا
دلہن شفاعت بنے گی دلہا نبی علیہ السلام ہو گا
اِدھر وہ گرتوں کو تھام لیں گے اُدھر پیاسوں کو جام دیں گے
صراط و میزان حوضِ کوثر یہیں وہ عالی مقام ہو گا
انا لہا کہہ کے عاصیوں کو لیں گے آغوش مرحمت میں
عزیز اکلوتا جیسے ماں کو، نبی کو اپنا غلام ہو گا

سرکار ارشاد فرماتے ہیں میں سر اُٹھاؤں گا، اپنے رب کی وہ حمدیں (تسبیح) کروں گا جو خالق کائنات اسی وقت مجھے الہام فرمائے گا۔ پھر اللہ تبارک و تعالیٰ مجھے اجازت عطا فرمائے گا اور میں کچھ لوگوں کو جہنم سے نکال لوں گا۔ میں انہیں جنت میں داخل کر کے لوٹوں گا۔ اپنے رب کو دیکھوں گا تو پھر سجدہ ریز ہو جاؤں گا۔ مجھے سجدہ میں رکھا جائے گا جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا۔ پھر مجھے کہا جائے گا:

اِرْفَعْ مُحَمَّدْ وَقُلْ یُسْمَعْ وَ سَلْ تُعْطَہْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ۔

(بخاری شریف کتاب التوحید)

اے محمد! اپنا سر اُٹھاؤ اور کہو کہ تمہاری بات سنی جائے گی اور مانگو کہ تمہیں دیا جائے گا اور شفاعت کرو کہ تمہاری شفاعت قبول کی جائے گی۔

سرکار فرماتے ہیں کہ میں اپنے رب کی ایسی تعریفیں بیان کروں گا جو مجھے میرے رب نے سکھائی ہوں گی۔ پھر میں شفاعت کروں گا تو میرے لئے ایک حد مقرر فرمادی جائے گی۔ اس طرح ایک بہت بڑی جماعت جنت میں داخل کر کے لوٹوں گا۔

تیسری مرتبہ پھر سجدے میں گر جاؤں گا۔ پھر خالق کائنات یہی فرمائے گا:

اے محمد! سر اُٹھاؤ' کہو کہ تمہاری بات سنی جائے گی' مانگو تمہیں دیا جائے گا اور شفاعت کرو کہ قبول کی جائے گی۔

سرکار فرماتے ہیں "کہ میں پھر اپنے رب کی ایسی تعریفیں بیان کروں گا جو مجھے سکھائی جائیں گی۔ پھر شفاعت کروں گا تو میرے لئے ایک حد مقرر فرمادی جائے گی۔ جب میں انہیں جنت میں داخل کر کے واپس لوٹوں گا تو عرض کروں گا کہ اے میرے رب! جہنم میں تو کوئی باقی نہیں رہا"۔ سرکار فرماتے ہیں "میں ان سب کو لے جاؤں گا جن کے دل میں میرا کلمہ موجود ہے"۔

حتی مَا یبقی فِی النَّارِ اِلَّا مَنْ حَبَسَهُ الْقُرْآنُ ۔

"وہی رہ جائیں گے جنہیں قرآن نے روکا"۔

اور جس پر اس کے اندر ہمیشہ رہنا واجب ہے۔

خالق کائنات نے فرمایا:

قُلْ لِّلّٰهِ الشَّفَاعَةُ جَمِیْعاً ۔

"ساری شفاعت اللہ کیلئے ہے"۔

قابل غور بات یہ ہے کہ شفاعت کا مطلب' سفارش کرنا ہے۔ساری سفارش اللہ کی ہے۔اللہ نے کسی سے سفارش کرنا ہے کہ اس کو چھوڑ دو۔مطلب یہ ہے کہ اللہ کے اذن کے بغیر کسی کو مل نہیں سکتی۔اللہ کے بندے سفارش کریں گے لیکن اللہ کی عطا سے۔اللہ کی عطا بت پہ ہو نہیں سکتی۔لہذا خالق کائنات کے فرمان کا صحیح مفہوم یہ ہوا کہ:

اے مشرکو!تم نے ان بتوں کو شفیع کیوں بنا رکھا ہے۔کیونکہ شفاعت میری ہے اور جنہیں میں دوں گا وہی سفارش کر سکیں گے۔لہذا شفاعت چاہو تو در رسول پہ آجاؤ۔ سرکار کا تو مقام بڑا اونچا ہے' جس نے ان کی غلامی کا پٹہ گلے میں ڈالا ہے وہ بھی شفیع بنا ہوا ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ لَهُ فَرَطَانِ مِنْ اُمَّتِيْ اَدْخَلَهُ اللّٰهُ بِهِمَا الْجَنَّةَ۔

(ترمذی ابواب الجنائز باب ماجاء فی ثواب من قدم ولدا حدیث نمبر۱۰۶۲)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں" جس کے دو نابالغ بچے مر گئے وہ ان کے سبب جنت میں جائے گا۔"

جس کے دو بچے فوت ہو گئے تو خالق کائنات اس بندے کو ان دو بچوں کے کہنے پر جنت عطا فرمادے گا۔

فرط کیا ہے؟ فرط کسی کا وہ بیٹا یا بیٹی ہے جو بالغ ہونے سے پہلے فوت ہو جائے جو آگے جا کے دستگیری کرے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ" میرا وہ امتی نہ گھبرائے جس کے دو بچے بالغ ہونے سے پہلے فوت ہو گئے۔وہ جس دروازے سے بھی پہنچے گا وہ

وہیں کھڑے ہوں گے" (یا تو ان کو اتنا علم دے دیا جائے گا کہ جس دروازے سے وہ پہنچے گا وہ سامنے کھڑے ہوں گے یا پھر ایک لحاظ سے ان کو حاضر ناظر بنا دیا جائے گا)

بڑا بچہ تو بڑا ہے۔ سرکار نے ارشاد فرمایا" کہ کچا بچہ بھی اللہ سے جھگڑ پڑے گا"

اَلسِّقْطُ الْمُرَاغِمُ رَبَّہٗ (مصنف ابن شیبہ ۳/۳۵۴ دار الفکر)

یا اللہ! میری ماں دوزخ میں کیوں جائے۔ یہاں تک کہ وہ بچہ اپنی ماں کو جنت میں لے جائے گا اور اپنے باپ کو جنت میں لے جائے گا۔

جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ جس کے دو فرط ہوں گے وہ اس کو جنت میں لے جائیں گے۔ اللہ ان کی سفارش مان لے گا۔ یہ ن کر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھ لیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم!

مَنْ کَانَ لَہٗ فَرَطَانِ

جس کے دو فرط نہ ہوں، ایک ہو یعنی ایک بیٹا یا بیٹی بالغ ہونے سے پہلے فوت ہو گئے، اس کا کیا بنے گا؟ تو سرکار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ کَانَ لَہٗ فَرَطٌ مُوَفَّقَۃٌ (ترمذی حدیث نمبر ۱۰۶۲)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا یہ وصف بیان کرتے ہوئے کہ اے نیکی کی توفیق دی گئی اور سوال کرنے کی توفیق بخشی گئی خاتون! جس کا ایک فرط ہے، وہ ایک ہی اس کو جنت میں لے جائے گا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے مزید پوچھا:

فَمَنْ کَانَ لَہٗ فَرَطٌ مِنْ اُمَّتِکَ۔

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کی امت میں سے جس کا کوئی فرط نہ ہو؟

تو سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَنَا فَرَطُ اُمَّتِیْ (ترمذی حدیث نمبر۱۰۶۲)

جس کا کوئی نہیں اس کیلئے میں ہوں۔

اب فرط کا کیا معنی ہے؟

فرط وہ ہوتا ہے جو پہلے جا کے بندوبست کروا رکھے کہ مہمان پہنچنے والے ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں پوری اُمت کا فرط ہوں۔

پہلے جا کر حشر میں سامانِ راحت تیار کراؤں گا۔ مشکلیں آسان کروں گا۔

ابن اثیر جذری کہتے ہیں:

انا فرطکم علی الحوض ای متقدمکم الیه (نہایہ ۳/۴۳۴ دارالفکر)

میں تم سے پہلے حوضِ کوثر پر پہنچوں گا۔

میں پہلے پہنچوں گا اور میرے اُمتی بعد میں پہنچیں گے۔

محتشم سامعین حضرات! میں نے ایک خاکہ پیش کیا ہے۔ خالق کائنات جل جلالہٗ کی بارگاہ میں دُعا ہے کہ وہ ان الفاظ کو تاثیر عطا فرمائے۔ آمین۔

==================

فیملی پلاننگ

فیملی پلاننگ کے حوالہ سے معیشت اور رزق کے معاملات کو بطور اہم عنصر پیش کیا جاتا ہے ہمیں بطور مسلمان رزق کے بارے میں اسلامی تصور اور دیگر چیزوں کو بھی ذہن میں رکھنا چاہیے ۔قرآن مجید میں فرمان ہے کہ خرچ اور نان ونفقہ کے بوجھ کی وجہ سے تم اپنی اولاد کو قتل نہ کرو خالق کائنات نے رزق کی نسبت اپنی طرف کی ہے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بھی اس سلسلہ میں کئی فرمان ملتے ہیں' اللہ تعالی نے قرآن مجید میں فرمایا ہے کہ کتنے جانور ہیں جو اپنی روزی اپنے ساتھ نہیں رکھتے اللہ تعالی ان کو رزق دیتا ہے ۔حضرت محمد ﷺ نے فرمایا ہے ''جبرائیل امین نے مجھ پر یہ وحی کی ہے کہ کوئی جاندار چیز اس وقت تک نہیں مرے گی جب تک وہ اپنا رزق پورا نہ کرلے لہٰذا اللہ تعالی نے جس کے لئے جتنا رزق رکھا ہے وہ مرنے سے پہلے ضرور لے گا اور وہ اپنا رزق مکمل کرنے کے بعد ہی فوت ہوسکتا ہے ۔ہمیں نہیں معلوم کہ جو رزق ہمیں مل رہا ہے وہ کس کے طفیل مل رہا ہے ۔اسلام مسلسل جدو جہد اور کوشش کا نام ہے لیکن رزق خالق کائنات دیتا ہے ہمیں معیشت کے خوف اور نان ونفقہ کے ڈر سے فیملی پلاننگ نہیں کرنی چاہیے ۔فیملی پلاننگ میں کچھ مراحل ایسے ہیں جن کی شرعی طور پر حمایت کی جاسکتی ہے ۔اور کچھ ایسے ہیں جو شرعاً جمہور کے نزدیک بالکل ممنوع ہیں ہم اس سوچ سے فیملی پلاننگ کو غلط سمجھتے ہیں کو لوگوں کے زیادہ ہو جانے سے اخراجات زیادہ ہو جائیں گے البتہ بعض اوقات بچے کی والدہ کی صحت پر غلط اثر پڑتا ہو اور اس کی صحت مسلسل کمزور ہوتی جارہی ہو تو بچوں کی ولادت کے دوران وقفہ شرعی طریقہ سے کیا جاسکتا ہے ۔خاندانی منصوبہ بندی کے ایک طریقے کے بارے میں متعدد احادیث مبارکہ موجود ہیں یہ ایک طریقہ ہے جس سے بچوں کی ولادت میں وقفہ پیدا ہوسکتا ہے ۔نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑی حسین وضاحت موجود ہے کہ تم ایسا طریقہ اپنا سکتے ہو کہ جو اللہ تعالی کا پیدا کردہ تولیدی نظام ہے وہ بھی متاثر نہ ہو اور تمہاری طرف سے بھی کوشش ہو جائے لیکن یہ بات ذہن میں رہے کہ جسے اللہ تعالیٰ نے مقرر کررکھا ہے وہ ضرور پیدا ہوکر رہتا ہے ۔فیملی پلاننگ میں کوئی ایسا طریقہ کہ جس سے اللہ تعالی کا نظام معطل ہو جائے وہ اللہ تعالی کے نظام سے جنگ کی حثیت رکھتا ہے ایسا نہیں ہونا چاہیئے اگر خالق کائنات نے کسی کی ولادت کو مقرر کر رکھا ہے تو

ہمیں اس میں دخل نہیں دینا چاہیے، فیملی پلاننگ میں ایسا بانجھ پن کہ جس کے بعد بچہ پیدا ہونے کا تصور ہی ختم ہو جائے۔ اس کے بارے میں جمہور علماء کا یہ مسلک ہے کہ ایسا کرنا حرام اور ممنوع ہے۔

قائد اہلسنّت، لوحِ تاریخ کا نقشِ افتخار

از: علامہ محمد اشرف آصف جلالی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

چمن اپنے دامن میں پھول لئے اتراتا ہے۔ صدف کا سرمایہ حیات گوہر ہوا کرتے ہیں۔ تاریخ کی متاع گراں مایہ اور ثروت بے پایہ عہد آفرین شخصیات ہوتی ہیں۔ ادوار و عہود کا آنگن انہیں سے نشاط آگیں ہوتا ہے اور معمورۂ ہستی کی رونق افزائیوں میں انہیں کی جلوہ سامانیاں کارگر ہوتی ہیں۔ ایسے ہی سعادت افزا نفوس قدسیہ کی فہرست میں قائد اہلسنّت کا اسم گرامی منصۂ حقائق پے نظر آتا ہے۔ قائد اہلسنّت

ایک صداقت جو ہمیشہ جھوٹ سے پنجہ آزما رہی
ایک شجاعت جس سے باطل لرزہ براندام رہا
ایک روشنی جس سے اندھیرے مرعوب رہے
ایک فقر غیور جس کی دہلیز پر سلاطین اپنے زانو تہہ کرتے رہے
ایک خلوص جو مفادات کے چنگل سے آزاد رہا

ہاں وہی

ایک وفا شعار جس نے جفاؤں پے پیہم صبر کیا
ایک مرد قلندر جس نے بئس الفقیر علی باب الامیر کا پیغام زندہ کیا
ایک روشن خیال جس نے قوم پر خطرناک لمحات کی قبل از وقت نشاندھی کی
ایک عظیم قائد جس نے دورِ ابتلا میں سرمایہ ملت کی نگہبانی کی
ایک بلند ہمت جس کا حوصلہ کبھی پست نہیں ہوا

آپ نے ۱۷ رمضان المبارک ۱۳۴۴ھ کی بابرکات ساعات میں آنکھ کھولی ۔ مجدد دین و ملت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ امجد مبلغ اسلام حضرت شاہ عبدالعلیم میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ کے علمی گھرانے میں روحانیت کے زیر سایہ آپ نے علمی مراحل طے کئے ۔ قدرت نے آپ کو مقتدر صلاحیتوں کے عطیے بکثرت عطا فرمائے ۔ سید عالم روح کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ سے آپ کو خصوصی نیاز حاصل ہے ۔ آپ نے آٹھ سال کی عمر میں قرآن مجید حفظ کیا ۔ نیشنل عربک کالج میرٹھ اور الہ آباد یونیورسٹی سے اعلیٰ تعلیم حاصل کی ۔ جب آپ نے درس نظامی کی تکمیل کی تو مفتی اعظم ہند حضرت مولانا مصطفےٰ رضا خاں بریلوی ' صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی اور سفیر اسلام علامہ شاہ عبدالعلیم میرٹھی نے اپنے دستہائے مبارک سے آپ کے سر پر دستار فضیلت سجائی ۔ آپ عربی ، فارسی ، انگریزی ، سواحلی فرانسیسی وغیرہ بولنے میں بڑی مہارت رکھتے ہیں ۔

پاکستان کے ایوان سیاست میں آپ کا نام اس وقت گونجا جب ۱۹۷۰ء کے عام انتخابات میں آپ قومی اسمبلی کے رُکن منتخب ہوئے ۔ آپ کی سیاسی جدوجہد پاکیزہ مسلسل اور بہت طویل ہے ۔ آپ نے جبر و ستم کے کئی سمندر عبور کئے اور آمریت کے کئی طوفانوں سے بغاوت کی ۔

آپ نے ارباب جبہ و دستار کو تازہ ولولہ بخشا اور اصحاب منبر و محراب کے سامنے منزل کا تعین کیا ۔ سیاست سے جاگیردارانہ تسلط ختم کرنے کیلئے باطل قوتوں کو للکارا ۔ مسجد و مدرسہ اور خانقاہ کو قومی دھارے سے کاٹ کر دین کے صرف ایک پہلو میں محدود کرنے کی سامراجی سازش کو بے نقاب کیا اور نظام خلافت علی منہاج النبوۃ کی اہمیت پر زور دیا اور نظام مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی آفاقیت اور افادیت سے قوم کو روشناس کروایا ۔

آپ نے یزیدی قوتوں کے مقابلے میں حسینی کردار ادا کرنے کا فیصلہ کرتے ہوئے خارزار سیاست میں قدم رکھا۔ آپ نے یہ فیصلہ ایک عظیم فریضہ کی ادائیگی کیلئے کیا ورنہ آپ سمجھتے تھے جس راہ پے میں چلنے والا ہوں۔ اس میں پھولوں کی کوئی سیج میرے زیر قدم نہیں ہوگی۔ بلکہ ایسی گھاٹیاں مجھے عبور کرنا پڑیں گی جن میں خطرات ہی خطرات ہیں اور ایسی وادیوں سے میرا سامنا ہوگا۔ جن سے یہ آواز آرہی ہے۔

کانٹوں کی زبان خشک ہے پیاس سے یارب
کوئی آبلہ پا وادی پرخار میں آئے

آپ کو راہ انقلاب میں واقعی طور پر بڑی پرخطر اور پر پیچ راہوں سے گزرنا پڑا مگر آپ جن سرمدی اصولوں کے ہمراہ میدان سیاست میں اترے تھے۔ انہیں کسی قدم پر داغ مفارقت نہیں دیا۔ حکومتی ترغیب وترہیب، وزارتوں اور عہدوں کی پیشکش بھی آپ اور آپ کے راہنما اصولوں کے درمیان دوری نہ پیدا کرسکی۔ اگر انہیں اصولوں کی قربت بعض لوگوں کی آپ سے دوری کا سبب بنی۔

جلد ہی آپ کے نعرہ مستانہ کی صدائے بازگشت دور دور تک سنائی دینے لگی۔ آپ نے قوم میں نظام مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تڑپ پیدا کی۔ اسی نظام کی جنگ آپ ایک طویل عرصہ سے لڑتے آرہے ہیں۔ آپ کا یہ نعرہ مستانہ سخت سے سخت حالات میں بھی آپ کے عزم صمیم کی تعبیر بنتا رہا۔ آپ نے متعدد بار قید و بند کی صعوبتیں برداشت کی۔ مخالفین نے آپ پر حملے کیے، گولیاں برسائیں مگر آپ نے نظریے سے دست بردار ہونا تو درکنار ایک انچ پسپائی بھی منظور نہ کی اور مسلسل منزل کی طرف گامزن ہیں۔ آپ کی جرأت واستقامت نے گڑھی خیرو کے لاک اپ اور کراچی آر۔ سی۔ ڈی گراؤنڈ کی آتش و آہن کی تمازت کو یہی جواب دیا تھا۔

ہزار خوف ہو لیکن زباں ہو دل کی رفیق
یہی رہا ہے ازل سے قلندروں کا طریق

آپ نے اپنے کارواں کو شہر شفاعت نگر کی طرف گامزن رکھتے ہوئے اپنی سیاست کا قبلہ گنبد خضریٰ کی طرف راست رکھا۔

دنیاوی مفادات کسے عزیز نہیں ہوتے مگر قائد اہلسنّت کی سیاست کی، سفید چادر پر ذاتی مفادات کا کوئی دھبہ نظر نہیں آتا۔ موجودہ دور جس کے بارے میں کہا گیا ہے:

دور جدید میں جسے چاہو خرید لو
انسان نے اپنے آپ کو اتنا گرا دیا

ایسے پرُفتن دور میں بھی بڑے بڑے سیاسی سوداگر آپ کے ضمیر کو خریدنے میں ناکام رہے۔ آپ کی طویل سیاسی زندگی کی حقانیت نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ آج کے ناہموار سیاسی میدان میں وہ حضرات بھی موجود ہیں جو اسوہ حسینی کو مشعل راہ بنائے ہوئے ہیں۔

قائد اہلسنّت آج بھی شبستان سیاست میں امید کی آخری کرن ہیں جیسا کہ آمریت اور کور جمہوریت کے تمام ادوار میں روشنیوں کے نقیب گردانے گئے ہیں۔

لطف کی بات تو یہ ہے کہ آپ ایک ملک گیر سیاسی و مذہبی جماعت کے صدر ہونے اور لاکھوں سنیوں کے دلوں کی دھڑکن ہونے کے باوجود کراچی صدر کے ایک سادہ فلیٹ میں زندگی بسر کر رہے ہیں مگر اس سادہ فلیٹ کے اس مکین سے محلوں کے تاجور کانپتے ہیں اور حق و صداقت کے اس شیر کی گرج سے کل بھی قصر شاہی لرزتا تھا اور آج بھی آپ مذاکرات کی میز کے بے تاج بادشاہ ہیں۔ حالات کا تجزیہ کرنے میں ید طولیٰ رکھتے ہیں۔ عالمی بساط سیاست کی گتھیاں بڑے اچھے انداز میں سلجھاتے ہیں۔ قومی مسائل پر آپ کا نقطہ نظر ہمیشہ داد تحسین کا محور رہا ہے۔ آپ کی خاطر جوابی، برجستہ

گوئی اور شستہ انداز بیان نے غیروں سے بھی اپنا لوہا منوار کھا ہے۔

گفتگو سے زور استدلال کے مظاہر چھلکتے نظر آتے ہیں۔ انداز بیان اتنا شستہ اور شیریں ہوتا ہے کہ عمومی گفتگو سے بھی سماعت کا جی نہیں بھرتا۔ پریس کانفرنسوں کو خطاب کرنے کا ان کا ایک منفرد انداز ہے۔ لاکھوں کے اجتماعات میں سامعین ان کی آواز ہمہ تن گوش ہو کر سنتے ہیں۔ آپ کی باریک اور دلکش آواز حاضرین پہ پھولوں کی برکھا برساتی ہے۔ حق گوئی سینوں میں تمازت پیدا کرتی ہے۔ جب عشق رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی سوغات بانٹتے ہیں تو جذب و کیف کی دھنک میں رنگ بھر جاتا ہے۔ جب بے خودی کے عالم میں آیات قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہیں تو سامعین آنکھیں جھپکنا بھول جاتے ہیں۔ جب سنی نوجوانوں کو ماضی جھروکوں سے اسلاف کا نمونہ دکھاتے ہیں تو روشن مستقبل کی شاخ امید ہری ہو جاتی ہے۔

جب محراب گفتگو نظام مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کرتے ہیں تو انقلاب کی بجلیاں چمکنے لگتی ہیں۔ آپ کے انداز سخن کیلئے حالات کی سازگاری یا ناسا عدگی ہوا کی موافقت یا مخالفت یکساں ہوتی ہے۔ آپ اپنا موقف غیروں کے جھرمٹ میں بھی بڑے اطمینان اور بھاری بھر کم انداز میں پیش کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ مقام مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے تحفظ کیلئے آپ نے فتنہ قادیانیت کا بھرپور تعاقب کیا، آپ نے مسلسل جدوجہد کے بعد قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلوایا۔ پاکستان میں سوشل ازم کا راستہ روکنے کیلئے دستور میں پاکستان کا سرکاری مذہب اسلام قرار دلوایا۔

آپ ایک بین الاقوامی مبلغ بھی ہیں۔ آپ کے انداز تبلیغ میں قدرت نے کچھ ایسی تاثیر رکھی ہے کہ سینکڑوں غیر مسلم آپ کی دعوت و تبلیغ سے دائرہ اسلام میں داخل ہو چکے ہیں۔ آپ کی تبلیغی کاوشیں پوری دنیا پر اپنے مظاہر پیش کر رہی ہیں۔ آپ کی تنظیم

ورلڈ اسلامک مشن دنیا کے چوالیس ممالک میں دین اسلام کی ترویج کا ہدف لئے سرگرداں ہے۔آپ کے زیر نگرانی مختلف ممالک میں درجنوں مساجد، مدارس، کالج، لائبریریاں اور رفاہی ادارے کام کر رہے ہیں۔ اکابرین اہلسنت حافظ الحدیث حضرت علامہ سید محمد جلال الدین شاہ نقشبندی' ملتان کے بے تاج بادشاہ مولانا حامد علی خاں 'غزالی زماں حضرت علامہ احمد سعید شاہ کاظمی، فقیہ اعظم حضرت مولانا نور اللہ نعیمی، استاذ الکل حضرت علامہ عطاء محمد بندیالوی، حضرت علامہ عبدالمصطفےٰ ازہری اور حضرت علامہ غلام علی اوکاڑوی ایسے حضرات، آپ کی قیادت پر بھرپور اعتماد کرتے ہیں۔ یقیناً آپ لوح تاریخ کا نقش افتخار ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل آپ کو عمر طویل عطا فرمائے۔ آمین

فیضان مدینہ پبلیکیشنز کی مطبوعات

- فیصلہ کن مناظرے (جلد اول)
- مختصر شرح سلام رضا
- قادیانی دھرم کا علمی محاسبہ (جلد اول، دوم)
- تبرکات عالمی مبلغ اسلام
- غیر مقلدین کو دعوت انصاف (چار جلد)
- سرور کونین ﷺ کی نورانیت و بشریت
- سیرت رحمۃ للعالمین ﷺ
- علماء دیوبند کیلئے لمحہ فکریہ
- ۸ تراویح کا تنقیدی و تحقیقی جائزہ

مرتبہ

محمد نعیم اللہ خاں قادری

بی ایس سی۔ بی۔ ایڈ/ ایم اے اردو۔ پنجابی۔ تاریخ

ملنے کا پتہ: فیضان مدینہ پبلیکیشنز جامع مسجد عمر روڈ کاموں کے

کی دیگر مطبوعات

9۔ مرکز الاویس، دربار مارکیٹ لاہور
Ph: 042-7324948
Mob: 0300-4205906